مولانا عبدالقیوم حقانی *

مکتوبات مشاہیر بنام شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ وحضرت مولانا سمیع الحق

(مکتوبات کی تاریخ پر ایک سرسری نظر)

مکتوبات کے جمع کرنے اور ان سے فائدہ اُٹھانے کا ذوق مسلمانوں میں ہمیشہ رہا ہے، مکتوبات حضرت امام ربانی، مکتوبات حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری صوفیہ کے یہاں بطور ذکر، وظیفہ یا بغرض اصلاح پڑھے جاتے ہیں، مشاہیر علماء میں حضرت علامہ شبلی نعمانی، حضرت علامہ سید سلیمان ندوی، حضرت مولانا ابوالکلام آزاد، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمہم اللہ کے مکتوبات کے مجموعے نیز دیگر مشائخ کے مکتوبات اپنے اپنے حلقوں میں علمی، دینی اور ادبی سرمایہ کی حیثیت رکھتے ہیں، احادیث میں حضور اقدس ﷺ کے مکاتیب قیصر و کسریٰ کے نام محفوظ ہیں اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ خود قرآن کریم میں ایک مکتوب جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا ''بلقیس'' کے نام تحریر فرمایا تھا، اس طرح مذکور ہے: ''إنه من سليمان و انه بسم الله الرحمٰن الرحيم الا تعلوا علىّ و أتونى مسلمين'' (سورۂ نمل: ۳۰/۳۱)

بہر حال مکتوبات کا جمع کرنا اور ان کو افادۂ عام کیلئے شائع کرنا کوئی بدعت نہیں، بلکہ کار حسن اور امر محمود ہے۔

مشاہیر بنام مولانا عبدالحق اور مشاہیر بنام مولانا سمیع الحق' بظاہر اگر چہ اکابر' علماء' مشائخ' زعماء' ارباب فضل و کمال' اساتذہ' صحافیوں' سیاست دانوں اور دانشوروں کے خطوط کا مجموعہ ہے مگر درحقیقت یہ تقریباً پون صدی نادرۂ روزگار شخصیات کی زندہ یادگار' ان کے علوم و کمالات کا آئینہ اور ان کی مشاہدات و تجربات اور مکتوبات کا ایسا نادر مجموعہ ہے جو نہ صرف ان کے عصری افادات میں بلکہ معارف و حقائق کے پورے اسلامی ذخیرہ میں خاص امتیاز رکھتا ہے۔

مطالعہ کی وسعت' علم و تجربہ کی گہرائی' تحقیقات کی ندرت' قومی و ملی اور علمی مشکلات کی عقدہ کشائی' ذاتی

---

* مہتمم جامعہ ابوہریرہ و مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''القاسم'' خالق آباد نوشہرہ

تجربات ' اذواقِ صحیحہ ' مجتہدانہ علم ونظر ' کتاب وسنت کے صحیح وعمیق فہم ' مقامِ نبوت کی حرمت وعظمت ' شریعت کی حمایت ' اہل علم کی نصرت ' وجد انگیز نکات اور شرعی لطائف کے اعتبار سے (ہمارے محدود علم میں) پورے اسلامی کتب خانہ میں یکجا اس قدر علماء وزعماءِ ملت کے مجموعۂ مکاتیب کی نظیر نظر نہیں آتی۔

مجموعۂ مکاتیب پر نظر ڈالیئے ، علماء ' صوفیا ' مشائخ ' قومی رہنما ' ملی زعماء ' اربابِ علم و دانش اور صاحبانِ قلم و مطالعہ کے رُشحاتِ قلم میں انوارِ علم ہیں جو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اور حضرت مولانا سمیع الحق کے نام لکھے گئے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اُمت محمدیہ کے رہنما ' زعماء ومحققین اور صلحاء وعارفین اور قومی وملی قائدین کے علم و فکر کی رسائی کن بلندیوں تک ہے اور انہوں نے قلم وکتاب ' علم ومطالعہ ' معرفت الٰہی ' سیاست وخدمت ' ایمان ویقین ' مشاہدہ وادراک ' تصفیہ قلب وتزکیۂ نفس ' روح کی لطافت وذکاوت ' اخلاق کی تاریکیوں ' نفس انسانی کی کمزوریوں اور غلطیوں کی دریافت میں کہاں تک ترقیات وفتوحات کیں۔ ان کی ذکاوت اور قوتِ فکریہ کے طائر بلند پرواز نے کن کن بلند شاخوں پر اپنا نشیمن بنایا اور کن کن فضاؤں میں پرواز کی۔

تذکرہ وتاریخ ' سیرت وسوانح ' سیاست وخدمت ' حالات وواقعات ' آپ بیتیاں ومشاہدات ' تفسیر وحدیث ' قلم وکتاب ' نقد وجرح ' سفرنامے ' محبت نامے ' تنقیدات ' وادبیات اور ہمہ جہتی علوم وفنون اور معارف کے علاوہ یہ مکاتیب زورِ قلم ' قوتِ بیان اور حسنِ انشاء کا بھی اعلیٰ نمونہ ہیں ' بعض خطوط تو علمی اور ادبی لحاظ سے نثر پارے بلکہ شہ پارے ہیں اور ان مکاتیب کے بہت سے پیراگراف اس قابل ہیں کہ انہیں دنیا کے بہترین ادبی نمونوں میں شامل کیا جاسکتا ہے اور انہیں ادبِ عالی بلند مقام دیا جاسکتا ہے۔

ایک موقع پر یہ عرض کردینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ دنیا کی اکثر زبانوں اور علم وادب کے بارے میں یہ زیادتی کی گئی ہے کہ صرف ان لوگوں کو ادیب ' صاحبِ اسلوب اور انشاء پرداز تسلیم کیا گیا ہے اور انہیں کی تحریر اور نتائجِ فکر کو ادب کے نمونہ کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے، جنہوں نے ادب وانشاء کو ایک پیشہ یا ذریعہ اظہارِ کمال کے طور پر انتخاب کیا یا جو کسی زمانہ میں حکومت اور سرکار ودربار سے وابستہ تھے اور کوئی سرکاری تحریری خدمت ان کے سپرد تھی، یا جنہوں نے تحریر اور انشاء وادب میں صناعی ' اور تکلف سے کام لیا، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر زبان بالخصوص عربی ادب کی تاریخ میں انشاپرداز اور صاحبِ اسلوب کی حیثیت سے ہمیشہ وہ لوگ ممتاز رہے جو سرکار ودربار کے مؤبین تھے یا سرکاری عہدوں پر فائز تھے۔

مثلاً عربی ادب میں ابواسحٰق الصابی ' عبدالحمید الکاتب ' ابن سعید ' صاحب ابن عماد ' ابوبکر خوارزمی ' ابوالقاسم حریری ' اور قاضی فاضل کا نام لیا جاتا ہے جبکہ ان کی تحریروں اور ادبی قلمی ثمرات کا بڑا حصہ مصنوعی ' بناوٹ سے معمور ' زندگی اور روح سے محروم ' اور تاثیر سے خالی ہے جبکہ ان کے مقابلہ میں وہ لوگ جو جید علماء تھے صلحاء ' ادیب اور مؤرخ تھے، اہل

اللہ اور اولیاء تھے، مثلاً امام غزالی، عبدالرحمٰن بن جوزی، ابن شداد، محی الدین ابن عربی، ابوحیان توحیدی، ابن قیم، اور ابن خلدون کہیں بڑھ کر انشاپرداز کہلانے کے مستحق ہیں جن کی تصانیف میں صحیح اور طاقتور انشاء، خیالات وجذبات کے اظہار اور انسانی تأثرات واحساسات کی تصویر کے نہایت دلکش اور دلآویز نمونے ہیں مگر ان بے گناہ اور معصوم الفطرت لوگوں کا گناہ صرف اس قدر ہے کہ انہوں نے قلم وکتاب، تحریر وتصنیف اور ادب وانشا کو اپنا مستقل پیشہ یا اظہار کمال کا ذریعہ نہیں بنایا جبکہ ان کی اکثر تحریروں کا موضوع دینی اور علمی ہے۔

مشاہیر کے مکاتیب نگار میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ساری عمر درس وتدریس، مدرسہ واہتمام، تصنیف وتالیف اور علم وادب سے وابستہ رہے ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو ساری عمر درس وتدریس، مدرسہ واہتمام، تصنیف وتالیف اور علم وادب سے وابستہ رہے ہیں ایسے لوگ بھی ہیں جن کا اوڑھنا بچھونا قلم وقرطاس اور صحافت رہا ہے ایسے بھی ہیں جو دینی جرائد اور علمی مجلات کے مدیر ہیں، ایسے بھی ہیں جن کا مجلہ ہر ہفتے نکلتا اور علم وادب کا شہ پارہ ہوتا ہے، ایسے بھی ہیں جو سیاست وخدمت کے بلند مقام پر فائز ہیں، ایسے بھی ہیں جو تمام عمر دعوت وتبلیغ اور اصلاح انقلاب اُمت سے وابستہ رہے ہیں اور ایسے بھی ہیں جنہیں قومی وملی رہنمائی کا بلند منصب حاصل ہے، ایسے بھی ہیں جن کا مشن فرق باطلہ کا تعاقب ہے۔ سرکاری لوگ بھی ہیں اور عوامی رہنماء بھی، حکمران بھی ہیں اور سیاست دان بھی ...... الغرض ہر طبقے سے متعلق لوگوں سے ''محفل مشاہیر'' میں آپ کی ملاقات ہو جائے گی، لکھنے والوں کو کبھی یہ خیال بھی نہیں آیا ہوگا کہ ان کے گراں قدر اور وقیع علمی ادبی نثری شہ پارے اور منظوم کلام تاریخ کا حصہ بن جائیں گے۔

مکاتیب نگار حضرات میں ایک بہت بڑی تعداد ادیبوں، مصنفین، مؤلفین اور قلم وقرطاس کے حوالہ سے ارباب فضل وکمال کی ایک خاصی تعداد بھی شامل ہے۔ جن کی بہت سی کتابیں، تحریریں، مضامین اور ادبی شہ پارے منظر عام پر آچکے ہیں ان کے بعض رشحات قلم تو سراسر تکلف اور تصنع سے بھرے ہوئے ہیں جبکہ ان ہی بعض وقائع اور ادبی تحریریں بالخصوص مکاتیب سادہ، بے تکلف اور سلیس وآسان پیرایے میں لکھے گئے ہیں۔ پہلی تصانیف یا قلمی وادبی کاوشیں داد تحسین کی صداؤں سے گونج گئیں اور شاید بہت مصنفین ومؤلفین اور مضمون نگار خود بھی ان کو حاصل زندگی اور سرمایۂ نازش وافتخار سمجھتے ہوں۔

لیکن حقیقت پسند زمانہ اور انقلاب روزگار اپنا صحیح فیصلہ صادر کرتا ہے، پرتکلف تصنیفات اور صناعی تحریرات کتب خانوں کی زینت بن کر رہ جاتی ہیں، جبکہ دوسری قسم کی تحریرات کو بقائے دوام کا خلعت عطا ہوتا ہے اور گلشن بے خزاں کی طرح سدابہار بن جاتی ہیں۔

مکاتیب نگار حضرات کے مکتوبات بھی تحریرات کی دوسری صنف ہے جن میں سادگی، بے تکلفی، بے ساختگی اور

حقیقت نگاری پائی جاتی ہے، جن میں مکاتیب نگار حضرات نے نہایت ہی سادہ طریقہ پر اپنے مشاہدات' حالات' زندگی کے تجربات اور روزمرہ کے تأثرات قلم بند کئے ہیں۔ جس کو شاید وہ کبھی خاطر میں بھی نہ لائے ہوں۔ آج ''مشاہیر'' کی صورت میں مرتب ہو کر' مقبولِ عام اور ادب کے طالب علموں کا مرکز توجہ بن رہی ہیں۔

مکاتیب' مکتوب نگار کی ذاتی شخصیت' ذاتی افکار' قلبی کیفیات' یقین اور دلی جذبات اور باطنی بے چینی اور بے قراری اور حقیقی چاہتوں کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔

ہر ایسا شخص جو اندرونی کیفیات سے سرشار اور اس کو دوسروں میں منتقل کرنے کے لئے مضطرب و بے قرار ہو جب قدرت کی طرف مکتوب نویسی کا ذوقِ سلیم بھی عطا ہوا ہو، پھر محاورے' زبان اور الفاظ و اسالیبِ بیاں پر ضروری حد تک قدرت بھی حاصل ہو، اور اس کی تحریر میں علم و ادب' عقل و استدلال' اور حسنِ بیان کے ساتھ ساتھ سوزِ دروں اور خونِ جگر بھی شامل ہو، تو اس کی تحریر میں ایسا اثر اور ایسا زور پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ میں بھی اور بعد کی نسل میں بھی ہزاروں دلوں کو متاثر کرتی ہے، ہم نے تو زیر ترتیب مکاتیب کو دیکھا' پڑھا اور ادب دورانِ تالیف بھی تو تجربہ یہ ہوتا رہا کہ پون صدی سے زائد عرصہ گذر جانے کے بعد بھی ان کی تازگی و زندگی اور ان کی تاثیر بلکہ بعض مکاتیب کی قوتِ تسخیر بھی قائم رہتی ہے۔

مکاتیب کی تالیف و ترتیب کے دوران مکتوب نگار کے اخلاص کا احساس بھی بار بار اُبھر اُبھر کر سامنے آتا رہا۔ دراصل دیکھا یہ گیا ہے کہ تحریر و تقریر کو بہتر اور کامیاب بنانے کے لئے جتنی صفات اور صلاحیتیں' بلاغت کے اُصول و قوانین ضروری بتائے جاتے ہیں جن کا ناقدین ادب تفصیلی جائزہ بھی لیتے ہیں اور ہر عہد میں ان پر بحث بھی ہوتی رہتی ہے، مگر مجھے مکاتیب کی تالیف کے دوران یہ احساس نکھر نکھر سامنے آتا رہا، اور جس کا بہت کم لوگوں کو احساس ہوتا ہے کہ ان تمام تر صفات' صلاحیتوں اور قوانین و قواعد کی پابندیوں میں ایک بڑا موثر اور ناقابلِ فراموش عنصر یا انقلابی موثر' صاحب تحریر کا اخلاص' اور مکتوب نگار کی دردمندی ہے۔

ہم نے دیکھا کہ مشاہیر کے مکاتیب تمام تر ذخیرۂ تحریر اور مکتوب نگار کا اظہارِ خیال اندرونی تقاضے اور داعیے اور کسی طاقتور عقیدے اور یقین کے ماتحت وجود میں آیا ہے۔

''مشاہیر'' کے تمام مکاتیب سے مقصود کسی فرمائش یا حکم کی تعمیل' یا کوئی دنیاوی منفعت یا کسی صاحب اقتدار یا صاحب ثروت انسان کی رضامندی نہیں تھی بلکہ وہ اپنے ضمیر یا عقیدہ کے فرمان کی تکمیل تھی جس میں اہلِ حکومت اور اہل ثروت کے فرمان سے زیادہ قوت ہوتی ہے اور جس سے سرتابی کرنا کسی بھی صاحب ضمیر انسان کے بس میں نہیں ہے۔